مرتب: سید اظہر علی رضوی

عراقی بحران پر سینٹ آف پاکستان میں

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا اہم اور تاریخی خطاب

مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۰۳ء کو ایوان بالا سینٹ آف پاکستان میں مسئلہ عراق پر بحث کا آغاز کیا گیا۔ اسکے سرکردہ محرک سینٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ تھے جنہوں نے حسب سابق اپنی پارلیمانی تاریخ کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے نومنتخب ایوان میں عالم اسلام اور مسلمانان پاکستان کے جذبات کی ایوان میں موجود وزیراعظم پاکستان اور ارباب اقتدار کے سامنے بیباکانہ انداز میں ترجمانی کی۔ حالات اور واقعات کی مناسبت کی وجہ سے یہ اہم تقریر نذر قارئین ہے　　.....(ادارہ)

بسم اللہ الرحمان الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم و یابی اللہ ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون:

جناب محترم چیرمین صاحب!　　میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس عظیم منصب پر آپ کے فائز ہونے پر آپ کو اور آپ کے ساتھی ڈپٹی چیرمین صاحب کو مبارکباد دوں۔ اتفاق سے اس دن ہمیں یہ موقع نہ مل سکا اور یہ ایک بہت بڑا عظیم منصب ہے، پورے پاکستان کی سالمیت، استحکام اور وفاق کو سنبھالنا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کو بہتر سے بہتر انداز سے چلانے کی توفیق دے، جس طرح ہم نے اس سے پہلے اپنے محترم جناب وسیم سجاد صاحب کے ساتھ بارہ تیرہ سال گزارے ہیں، جس انداز سے انہوں نے ایوان کو بحیثیت چیرمین چلایا۔ ہمیں اس لحاظ سے بھی خوشی ہے کہ وہ سرکاری بنچوں کے قائد ایوان ہیں، تو انشاء اللہ ان کی صلاحیتوں سے اور بھی فائدہ ہوگا، آج ہمیں خود تجربہ بھی ہوا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اپوزیشن نے اور حکومتی بنچوں کے سربراہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر بہتر طریقے سے معاملے کو آگے بڑھانے کی بات کی اور ایک روایت جو سینٹ کی ہونی چاہیے، ایوان بالا کا وقار، توازن، اعتدال تدبر انشاء اللہ وہ ساری چیزیں پہلے دن سے یہاں محسوس ہو رہی ہیں، اور بدقسمتی سے ایک دو حضرات نے اگر جذباتی انداز اختیار نہ کیا ہوتا تو اور بہتر ہوتا، لیکن بہرحال یہ نیک فال ہے اور خوشگوار آغاز ہے، انشاء اللہ آغاز ہے، انشاء اللہ آپ کی رہنمائی میں یہ ایوان ایک مثالی ادارہ ثابت ہوگا۔ اور حالات، تقاضوں اور وقت کی جو نبض ہے اس پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم نے ایک اہم ترین، عظیم مسئلہ جو عالم انسانیت کو درپیش ہے۔ اسکے بارے میں اپنے باہمی جھگڑے کچھ حد تک موخر کر کے ایک اچھی روایت قائم کی ہے، اور یہی ہونا چاہیے، ہماری یہ خواہش تھی میری ذاتی طور پر بھی کہ قومی اسمبلی میں بھی اس انداز میں جب عالم اسلام پر آگ اور خون کی بارش ہو رہی تھی اور عراق پر ہم اسی انداز میں

سارے معاملات کو کچھ وقت کے لئے موخر کر کے اس مسئلے پر بحث شروع کرتے۔ بدقسمتی سے یہ افسوسناک صورتحال ہے کہ قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا' آپس میں کچھ تفاہم کا راستہ بھی نکلا لیکن اجلاس ملتوی کیا گیا۔ اب حقیقت معلوم نہیں ہے کہ اس کی پشت پر کیا ہے' لیکن وہ اجلاس جاری رہنا چاہیے تھا' اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو سڑکوں پر احتجاج ہے جو ساری دنیا میں ہو رہا ہے' عالم اسلام میں بھی ہو رہا ہے' پاکستان میں بھی ہو رہا ہے' پاکستان کا ہر شہری مرد' عورت' بوڑھا اور جوان ان مناظر کو دیکھتے ہوئے ان کے دل زخمی زخمی ہیں' اور یورپ بھی اور عالم کفر بھی اس احتجاج میں شریک ہے لیکن پارلیمنٹ' اسمبلیوں کے ذریعے اور جمہوری اداروں میں سب سے پہلے ان باتوں پر توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ قومی اسمبلی سے بھی ایک متفقہ قرارداد پاس ہو جاتی۔ ہم ترکی سے تو گئے گزرے نہیں ہیں جو سامراج کے شکنجوں میں کسا ہوا ہے لیکن اس پارلیمنٹ نے اپنا فرض ادا کیا اور اس نے امریکی مذمت میں قرارداد پاس کی' پارلیمنٹ نے قرارداد پاس کی کہ امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے' کیونکہ پاکستان اسلام کا اولین اور عظیم مملکت ہے' اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے' اس میں بھی پارلیمنٹ کا پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ اس پر ساری توجہ مرکوز کرے' میں سمجھتا ہوں کہ اس اچھی مصلحت اور تفاہم کے انداز کے بعد ہمارے قائد ایوان اور وزیر اعظم جمالی صاحب یہاں موجود ہیں قومی اسمبلی کا اجلاس بھی فوری طور پر بلایا جائے تاکہ اس میں بھی یہ موضوع ڈسکس (Discuss) ہو سکے۔ اگر کچھ کوتاہی ہوگئی ہے تو اس کی تلافی ہونی چاہیے۔ دونوں ایوانوں کا مل کر کہ وہ پوری تفصیل سے اس مسئلے کا جائزہ لیں' تو اس کا ایک اچھا اثر پڑے گا' اور پارلیمنٹ کا ایک مشترکہ قرارداد بہت زیادہ موثر ثابت ہوگا' اس وقت پورے عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن یہی موضوع ہے۔

ہمارے سارے مسئلے مثلاً L.F.O وغیرہ ہم آپس میں افہام وتفہیم سے حل کرلیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آگ لگ گئی ہے' ایک شہر میں آگ داخل ہوگئی ہے۔ اب ہمیں گھر بچانے کی پہلے ضرورت ہے۔ ایک سیلاب بلا آرہا ہے' تو ہم چھوٹے چھوٹے برتنوں اور ان چیزوں پر توجہ کریں یا پورے گھر کو بچانے کی کوشش کریں' یہ ہم نہیں کہہ سکتے' کہ سیلاب آئے گا اور فلاں فلاں گھر کو نشانہ بنائے گا' اور ہم بچ جائیں گے۔ عراق کا موجودہ مسئلہ ایک سیلاب ہے۔ یہ صرف عراق کا مسئلہ نہیں ہے' نہ یہ صرف صدام کا مسئلہ ہے' نہ یہ صرف عراقی نظام کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں ڈکٹیٹر بھی ہیں اور سلاطین بھی ہیں اور کنگ بھی ہیں۔ امریکہ سب سے زیادہ بادشاہوں کی پشت پناہی کر رہا ہے' سارے سلاطین کو وہ پال رہا ہے' سارے ڈکٹیٹروں کو وہ مسلمانوں کے دلوں پر مونگ دلنے کیلئے بٹھا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک سامراج اٹھ کھڑا ہوا ہے اور دنیا کو پھر اس حالت کی طرف لے جا رہا ہے۔ جو ڈھائی سو برس پہلے جس حالت میں تھی۔ کوئی فرانس کا غلام تھا' کوئی ڈچ والوں کا غلام تھا' کوئی امریکہ کا اور کوئی برطانیہ کا غلام تھا' ہم نے ڈھائی سو برس بدترین غلامی میں گزارے ہیں' اس کالونیز سسٹم سے ہم نے بہت بڑی قربانیوں کے بعد نجات حاصل کی ہے' ہمارے اکابرین پھانسی ہوئے ہیں۔

کالے پانی میں زندگیاں گزاری ہیں' جیلوں میں رہے ہیں' ہزاروں اور لاکھوں شہید ہوئے ہیں اس کے بعد ہمیں آزادی مل گئی' ان ساری چیزوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے' ان تفصیلات کی ضرورت نہیں ہے ہمارے فاضل مقررین' الحمد للہ پروفیسر صاحب انتہائی اعلیٰ شخصیت' مشاہد صاحب بھی موجود ہیں۔ تفصیلات' پروگرام' مسودات اور ثبوت یہ ساری چیزیں' اب انکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب گویا بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے اور خونخوار درندہ جنگل سے نکل کر آبادیوں پر حملہ آور ہو چکا ہے۔ اسکے ہاں اخلاقیات کی کوئی قدر نہیں ہے اس کیلئے اقوام متحدہ' سلامتی کونسل' مغربی اقوام اور یہ بین الاقوامی ادارے اور انسانی حقوق یہ سارا ایک مذاق ثابت ہو گیا ہے' وہ گھمنڈ میں ہے' فرعونیت اور اقتدار اسکے ذہن میں ہے وہ انسانیت کو پتھر کی دنیا میں واپس لے جانا چاہتا ہے' اس نے پرویز مشرف کو کہا تھا کہ میں پتھروں کی دنیا میں آپ لوگوں کو لے جاؤنگا لیکن وہ اپنی مہذب دنیا کو' اپنی چکا چوند کرنے والی اور قمقموں سے روشن تہذیب کو درندگی اور خونخواری کی طرف لے جا رہا ہے' وہ انسانیت کے نام اور تہذیب پر ایک دھبہ ہے' وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ جب افغانستان پر حملہ ہوا کہ ہم چیخیں چلائیں' طالبان کیلئے نہیں' نہ ملا عمر کیلئے نہ اسامہ بن لادن کیلئے نہ القاعدہ کیلئے۔

ہم نے کہا کہ یہ ریت اگر شروع ہو گئی تو بات کہاں جا کر رہے گی' مسئلہ طالبان کا نہیں ہے مسئلہ اس ملک کی آزادی کا ہے' بیس لاکھ افراد کا صحیح قربانیاں دے کر' بارہ سال جنگ لڑ کے اور اس سے بڑی تاریخی قربانیاں دے کر ملک کو آزادی حاصل کی ہے' لیکن ایک دفعہ وہ اگر گھس جاتا ہے تو پھر یہ رکے گا نہیں۔ اس خونخوار درندے کے منہ کو خون لگ جائے گا۔ ہم نے جنرل صاحب سے بھی کہا' ساری دنیا سے کہا کہ خدارا اس فریق کو وہاں روکو۔ یہ رکے گا نہیں' یہ وہاں مستقل رہ کر ہمارا آہنی حصار توڑنا چاہتا ہے' وہ ڈر رہا تھا' افغانستان سے پہلے وہ طالبان سے ڈر رہا تھا اس اسلامی دنیا کے چوکیدار اس کو مفلوج کر رہے تھے۔ اس نے سوچا کہ چوکیدار کو پہلے مفلوج کر دو' ختم کر دو پھر میرا راستہ کھلا ہو گا۔

ہمیں کہا گیا کہ آپ لوگ ملک کے دشمن ہیں' آپ لوگ ملک کے مفادات کو نہیں دیکھتے ہیں ہم نے کہا کہ جب دروازہ اور قلعہ توڑ دیا جائے گا تو اندر آنے سے دشمن کو نہیں روکا جا سکے گا' بہر حال وہی ہوا' کاش اس وقت مغربی دنیا کو بھی اندازہ ہوتا' یورپ آج چیخ رہا ہے' روس کا وزیر اعظم بیان پر بیان دے رہا ہے کہ امریکہ ایسا مت کرو' مت کرو' چین بھی آج بول رہا ہے' مجھے خوشی ہے کہ وزیر اعظم جمالی صاحب اور چین کا مشترکہ اعلانیہ جس انداز میں آیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ کہ یہ کچھ مثبت پیش رفت ہے' میں سمجھتا ہوں کہ غلامی کی برف پگھل رہی ہے' ہماری غلامی کی برف پگھل جائے گی۔ اللہ کرے کہ یہ پوری پگھل رہی ہو۔ اللہ کرے کہ یہ پوری پگھل جائے۔

اس وقت اگر یورپی یونین نے امریکہ کا ساتھ نہ دیا ہوتا' فرانس' جرمنی اور سب اس کے ساتھ تھے چین اور روس بھی اس کے ساتھ تھے' آج وہ سب چیخ رہے ہیں' ہم نے ان سب کو کہا تھا کہ بھئی مسئلہ انسانیت کا ہے' آزادی کی بقاء کا ہے' آپ لوگوں کی آزادی بھی سلب ہو گی' اگر یہ درندہ عالم اسلام سے فارغ ہو گیا تو فرانس اور جرمنی' کسی جگہ کے

بارے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ محفوظ رہیں گے۔کل ہی کولن پاول نے کہا ہے کہ ہم اب ایران اور شمالی کوریا کی بھی یہی حالت کر سکتے ہیں، ہمارا نام ابھی نہیں لیتا ہے صرف اس کی مصلحت ہے لیکن ہمارا نام سب سے پہلے ہے۔

اس وقت عراق کی ہمدردی ہمارے ساتھ نہ بھی ہو، صدام کے ہم مخالف ہوں، اور وہاں کی آمریت اور ان کے مظالم کے قصے کہانیاں سنے میں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں، اس وقت صدام کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے۔ وہ ساری ملت اسلامیہ کا واحد شخص ہے جو ڈٹ وا ہے عظیم جارحیت کے خلاف، وردیاں سب پہنتے ہیں، کاش ہمارے سب وردیاں پہننے والے صدام کی طرح ہو جاتے، پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا، وہ ہمارے محافظ بن جاتے۔وہ ہمیں نجات دیتے، وہ ہماری آزادی کا تحفظ کرتے، اگر اس کا سودا کرتے ہیں تو شلوار والا ہو، قمیض والا ہو یا وردی والا ہو اس سے کیا ہوتا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے ڈکیٹر اب صدام نہیں۔ میں ساری اسلامی دنیا پر نظر دوڑاتا ہوں، سب کچھ ہو گیا، لیکن حکمران خاموش ہیں، کوئی تیل سپلائی کر رہا ہے، کوئی اڈے دے رہا ہے، اور کسی نے ان کے خلاف میڈیا کا طوفان اٹھایا ہوا ہے، ہمارے ان سے اختلافات ہیں، میں خود بھی اس کے بعض عقائد اور نظریات کے خلاف ہوں لیکن جس وقت ایک شخص جس انداز میں ایک بڑی طاقت کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے، کیا 55 حکمرانوں میں کوئی ایسا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ جیسے بھی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیلاب ہماری طرف آ رہا ہے، جب وہ ایران سے فارغ ہوگا، شمالی کوریا سے فارغ ہوگا تو پھر ہمیں سوچ آئے گی، میں کہتا ہوں کہ ہمیں ابھی سے سوچنا چاہیے، سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ میں بھی لگاتا ہوں، اور وہ یہی ہے کہ ابھی سے پاکستان کو بچانے کی فکر کرو۔ ابھی آپ کہتے ہیں کہ درندہ دور ہے، جنگل میں ہے، سیلاب ابھی یہاں نہیں پہنچا ہے، جب لگی ہوئی آگ ادھر آ جائے گی۔ جیسے مشاہد صاحب نے کہا کہ ابھی سے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں، ابھی سے یہ سوچیں کہ اگر یہ غلامی ہم پر مسلط ہو گئی تو ہم کیا کر سکیں گے، لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر حملہ نہیں ہوگا، میں کہتا ہوں کہ کیا امریکہ ہمارا سسرال ہے؟ کیا ہمارا ننھیال ہے؟ یا ہم انکے ماموں کے بیٹے ہیں یا وہ ہمارا خالہ زاد بھائی ہے۔ کہ ہم پر حملہ نہیں کریگا۔ وہ ابراہیم اور اسماعیل کی زمین پر تو حملہ کرتا ہے، لتاڑتا ہے، ابراہیم جو ساری ملتوں کا مقتدا ہے، عیسائیوں کا بھی مقتدا ہے، یہودیوں کا بھی مقتدا ہے، ہندوستان کے برہمن ہندو بھی ان کا نام عظمت سے لیتے ہیں، اس ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی زمین کیساتھ وہ کیا کر رہے ہے؟ اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی سرزمین کیساتھ کیا کر رہا ہے؟ اسحاق اور یعقوب کی سرزمین کیساتھ کیا کر رہا ہے؟ وہ ان کے مقتدا ہیں، انکے مذاہب کے پیشوا ہیں لیکن ان کو کوئی ترس نہیں آتا ہے، عزت اور عظمت کا کوئی پاس نہیں ہے۔

وہ سیدنا علیؓ اور سیدنا حسینؓ کی سرزمین ہے۔ وہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی سرزمین ہے۔ وہ حسن بصریؒ اور اولیا اللہ اور انبیاء کی سرزمین ہے۔ اس سے عیسائیوں کے جذبات، یہودیوں کے جذبات، انسانی تہذیبوں کے جذبات بھی وابستہ ہیں۔ انسانی تہذیب کا آغاز عراق کی سرزمین سے ہوا۔ انسانیت کی روشنی وہاں سے چلی۔ بابل

اور نینوا تہذیب وہاں سے چلی ۔ اب اسے ان چیزوں کی پروا ہی نہیں ہے ۔ ہمیں تو اپنے گھر کی فکر ہونے چاہیے ۔ اسے کوئی پروا نہیں ہے ۔ ہم اس کے کوئی رشتہ دار تو نہیں ہیں کہ وہ ہم پر حملہ نہیں کرے گا ۔ یہ ہمارے چند وزراء کی خوش فہمی ہے ۔ کہ ہماری باری نہیں آئے گی ۔ بھائی ! کیا تمہارے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ ہوا ہے ! کوئی رشتہ ہے انکے ساتھ یا کوئی تعلق ہے ۔ ہم ان کے کچھ بھی نہیں لگتے ۔ خدا نے کہا ہے کہ یہ تمہارے رشتہ دار نہیں بن سکتے ۔ یہ آپ پر حملہ آور ہوگا ۔ اب ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمیں پاکستان کو کیسے بچانا ہوگا ۔ ان کا مہلک ہتھیاروں کا ڈھنڈورا فرضی ڈھنڈورا تھا ۔ عراق چیخ رہا ہے ۔ اسے پتہ ہے کہ ہتھیار نہیں ہیں ۔ لیکن اس نے شور مچایا ۔ یہاں انسپکٹر بھیج دیئے گئے ۔ دو تین سال سے یہاں انسپکٹر بھیجے گئے ‘ وہ بے غیرت ڈرپوک تھا ۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں ہتھیار ہیں یا نہیں ۔ اب اسے یقین ہو گیا کہ ہتھیار نہیں ہیں ۔ اس لئے اب وہ وہاں گھس آیا ہے ‘ اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہاں مہلک ہتھیار ہیں تو وہاں کبھی داخل نہ ہوتا ‘ لیکن ہمارے بارے میں تو اسے قطعی یقین ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے تو وہ اس ایٹم بم کو کیسے چھوڑے گا ‘ میں آپ کا زیادہ قیمتی وقت نہیں لینا چاہتا ‘ میرا خیال تھا کہ آج ہم بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے اور پھر اس پر اپنے خیالات کا تفصیلی اظہار کریں گے ‘ بہرحال ہمارے دو فاضل مقررین نے تفصیل سے اس پر بحث کی ہے ‘ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پاکستان کے تحفظ ‘ بقاء ‘ سلامتی ‘ اور آزادی کا مسئلہ سمجھنا چاہیے ۔ دشمن کو وہاں کس طرح روکا جائے ‘ اس کے بارے میں پورے عالم اسلام کو سوچنا چاہیے ۔

جناب والا ! اگر ہم سربراہ کانفرنس بلا سکتے ہیں تو اسلامی ممالک کی سربراہی کانفرنس بلائیں ‘ پاکستان اس سلسلے میں پیش رفت کرے ‘ ہمارے جمالی صاحب اس کے میزبان بنیں ۔ اس کے لئے کوشش کریں ‘ تاریخ میں اپنی بقاء کا ‘ اپنی عزت و وقار کو بچانے کا یہ ایک اہم موقع ہے ۔ اس وقت ہمارے دوسرے سارے مسائل ثانوی ہیں ‘ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اب مزید جمہوری انداز میں آگے آئے اور اپوزیشن کے قریب آ جائے ۔ ہمارے جو چھوٹے چھوٹے مطالبات L.F.O کے بارے میں ہیں ان کو فوری طور پر منظور کر لے تا کہ پوری یکجہتی ‘ ہم آہنگی اور مکمل مفاہمت کے ساتھ ‘ جسد واحد بن کر سارے حالات کا سامنا کر سکیں ‘ میں یہاں یہ عرض کردوں گا کہ اس مسئلہ پر جلد بازی نہ کی جائے یہ اجلاس جتنے دن چاہے جاری رکھیں ‘ کسی نے کہا کہ یہ آج بارہ بجے تک چلے گا ۔ میں نے کہا کہ نہیں اسے چلنا چاہیے ۔ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنا فرض کس طرح پورا کرتے ہیں ‘ اگر یہ اجلاس تین دن ‘ چار دن ‘ پانچ دن بھی چلانا پڑے تو چلائیں کیونکہ جب تک ہماری تشفی اور تسلی کے مطابق سب حالات پر بات نہ ہو جائے آپ اسے جاری رکھیں ‘ بعد میں خدا کرے کہ ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد پر راضی ہو جائیں ‘ مجھے امید ہے کہ ایسا ہوگا اور ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد پاس کریں گے ۔ واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ۔